www.dailypakistan.pk

2024

11 Feb to 17 Feb

سنڈے سپیشل

چیف ایڈیٹر: سردار خان نیازی

پاکستان

مشرق بعید کے سفر

حصہ اول

ڈاکٹر عبدالستار عباسی

ملائیشیا اور سنگاپور کا بہت شہرہ تھا ہم سب ساتھیوں کے دل میں بھی یہ خواہش جگہ کر چکی تھی

پھر ہم جتنے دن وہاں رہے اس بات کا خیال رکھا کہ مسجد میں کہیں خواتین والی طرف نہ چلے جائیں

یہ انیس سو نوے کی دہائی کے وسط کی بات ہے جب ڈاکٹر مہاتیر محمد کا بہت شہرہ تھا۔ پاکستان میں اکثر لوگ اسکے معاشی ماڈل کے گن گاتے تھے اور انکی ترقی کی مثالیں دیتے نہ تھکتے تھے۔ اسی دوران سنگاپور پہلی مرتبہ دنیا کا صاف ترین شہر بھی قرار پایا تھا اسطرح یہ دونوں ممالک سیاحت کے لیے مقبول حیثیت اختیار کر چکے تھے اور اکثر لوگوں کی خواہش ہوا کرتی کہ ملائیشیا اور سنگاپور دیکھنے جایا جائے۔ ہم سب ساتھیوں کے دل میں بھی یہ خواہش جگہ کر چکی تھی اور اکثر میٹنگز میں اس خواہش کا اظہار بھی کیا جاتا تھا کہ سالانہ کانفرنس کا انعقاد ان ممالک میں سے کسی ایک میں کیا جائے۔ ایک دن صبح آفس پہنچے پر ہیڈ آفس سے ایک سرکلر موصول ہوا کہ سالانہ کانفرنس کا انعقاد ملائیشیاء اور سنگاپور میں کیا جا رہا ہے اس لیے آپ سب اپنے پاسپورٹس ہیڈ آفس بھیج دیں تاکہ ویزے لگوائے جاسکیں۔ پہلے تو ہم سب خوشگوار حیرت میں مبتلا ہو گئے اور کچھ شکوک کا شکار بھی ہوئے کہ ایک دورے میں دو ممالک جس کی مثال اس سے قبل نہیں ملتی تھی۔ بہر حال ہم نے ہیڈ آفس فون ملایا اور کنفرم کیا کہ کیا واقعی ایسا ہی ہے تو یہ سن کر بہت خوشی ہوئی کہ ہاں پروگرام یہی ہے کہ پہلے ملائیشیاء جائیں گے وہاں پر کانفرنس کا انعقاد ہوگا اور پھر بس کے ذریعے سنگاپور اور وہاں سے واپسی ہوگی۔ پھر کیا تھا ہر کوئی پر جوش ہو گیا اور بھرپور تیاریاں شروع کر دی گئیں۔ ان دنوں کوالالمپور ٹوِن ٹاورز کا بھی بہت چرچا تھا کہ ٹوِن ٹاور دنیا کی بلند ترین عمارت کا درجہ حاصل کر لیں گے اور اسطرح جانے کی جستجو مزید بڑھ گئی۔ ہمارا قیام کوالالمپور کے مرکز میں ایک شاندار ہوٹل میں تھا۔ ہوٹل پہنچے تو ہم سب خاصے تھک چکے تھے اس لیے آرام کو ترجیح دی۔ شام کی چائے کے بعد سب نے شہر کو جاننے کے لیے گھومنے پھرنے کا پروگرام بنایا اور جدھر دل نے کہا اسطرف چل دیے۔ شام کا اندھیرا پھیلنے لگا تو مسجد سے آذان کی آواز آئی تو سب نے مسجد کی راہ لی۔ مسجد میں داخل ہوئے تو ہدایات مقامی زبان میں لکھی تھیں۔ میں اور میرا ایک ساتھی وضو کرنے ایک طرف بنی ہوئی جگہ وضو کرنے بیٹھ گئے۔ اس دوران ایک مقامی شخص وہاں سے گزرا تو اچھے خاصے غصے سے گھورنے لگا، رکا اردگرد کا جائزہ لیا اور آگے بڑھ گیا۔ ہم وضو کر کے مسجد کے صحن میں داخل ہونے لگے تو ایک خاتون مسجد میں آئیں اور اسی وضو گاہ میں داخل ہو گئیں جہاں ہم نے وضو کیا تھا۔ ہمارا ماتھا ٹھنکا، اس شخص کی غصے سے بھری آنکھیں یاد آ گئیں تو ہم ایک بار پھر مسجد سے باہر گئے اور ہدایات پر غور کیا تو اندازہ ہوا کہ ہم خواتین کیلئے مخصوص جگہ میں داخل ہو گئے تھے اور وہیں وضو کیا اس شخص نے شاید صرف اس لیے ہمیں معاف کر دیا کہ اس وقت کوئی خاتون نہیں تھیں اگر ہم کسی خاتون کو دیکھ لیتے تو ظاہر ہے وہاں داخل نہ ہوتے لیکن اگر اس شخص کے ہوتے ہوئے کوئی خاتون آجاتی تو وہ ہمارا سر چھوڑے بغیر نہ جاتا یہ سوچ کر میرے جسم میں ایک سرد لہر دوڑ گئی کیونکہ وہ شخص کھا جانے والی آنکھوں سے ہمیں دیکھتا رہا لیکن بولا کچھ نہیں۔ بھلا ہوا اسکا۔ اسکے بعد ہم جتنے دن وہاں رہے اس بات کا خاص خیال رہا کہ مسجد میں کہیں خواتین والی طرف نہ چلے جائیں۔ پاکستان کے برعکس ملائیشیاء میں خواتین کا مسجد میں نماز پڑھنے جانا ایک عمومی بات ہے جبکہ ہمارے ہاں یہ سہولت چند مساجد ہی میں میسر ہوتی ہے۔ واپسی پر ہوٹل سے کچھ پہلے ہم اترا تھا ایک پر اسرار گلی میں داخل ہو گئے۔ لوگوں کا ہجوم، برلب سڑک کھانے پینے کے لئے کرسیاں لگی ہوئیں، لوگوں کا عجیب روکھا سا رویہ، اچانک ہمارے ایک ساتھی نے پوچھا کہ کیا ہمارا ہوٹل اس طرف ہے تو ہم سب نے کہا کہ ہاں تو کہنے لگا بھائی یہاں سے نکلو ہمارے گائیڈ نے ہمیں اس طرف آنے سے خصوصاً روکا تھا لیکن باقی سب ساتھیوں کو اس بات کا علم نہ تھا۔ ماحول کی پر اسراریت تھی یا اسکی بات کا اثر ہم سب نے وہاں سے نکل جانے میں غنیمت جانی۔ ہوٹل پہنچے تو گہما گہمی کا ایک عجب سماں تھا۔ نوجوان لڑکے لڑکیوں کا جم غفیر ہوٹل لابی میں جمع تھا۔ کسی ہاتھ میں گلاب کی ٹہنی تو کسی کے ہاتھ میں نرگس کی کونپل سب کسی کی دید کو بے تاب نظر آرہے تھے۔ ہم نے سکیورٹی کو بتایا کہ ہم اسی ہوٹل میں ٹھہرے ہوئے ہیں تو ہمیں اندر جانے دیا گیا۔ ریسپشن سے ہم نے ہجوم کی وجہ پوچھی تو بتایا گیا کہ ملک کی معروف گلوکارہ بھی اسی ہوٹل میں ٹھہری ہوئی ہیں اور وہ کچھ دیر میں لابی میں آنے والی ہیں۔ ہمیں بھی اشتیاق ہوا اور ہم بھی لابی میں اسکے انتظار میں بیٹھ گئے۔ کچھ دیر بعد آٹھ دس لڑکوں کا ایک دستہ آف وائیٹ تو پیس سوٹ میں ملبوس لابی میں وارد ہوا اور سب مداحوں کے سامنے قطار بنا کر کھڑے ہو گئے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب ہمارے ہاں سونی ارکسن کے بھاری بھر کم موبائل فون سیٹ عام تھے کہ کیا دیکھتا ہوں کہ انہی میں سے ایک لڑکے نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ہاتھ ڈالا اور بلا چکا موبائل فون نکال کر کسی سے بات کرنے لگا جو مجھے بہت بھلا لگا۔ میں نے واپس آکر تحقیق کی تو پتا چلا کہ موٹرولا نے وہ فون بنایا ہے اور اچھا خاصا مہنگا ہے جو کہ پیشہ وری کے ابتدائی دنوں میں ہماری پہنچ سے دور تھا اس لیے صبر و شکر سے کام لیا۔ اس دوران ہمارے باس لابی میں آن پہنچے اور میٹنگ کا کہا جہاں کچھ اہم معاملات پر بات ہوئی تھی اسطرح ہم مشہور گلوکارہ کے دیدار سے محروم رہے۔

جینٹنگ ہائی لینڈ: کانفرنس کے اختتام پر ہم کچھ ساتھیوں نے طے کیا کہ جینٹنگ سکائی ورلڈ تھیم پارک دیکھنے جایا جائے۔ جینٹنگ ہائی لینڈز پارک کے بارے میں ہر ایک پر جوش تھا کیونکہ معلومات کے مطابق جینٹنگ ہائی لینڈز پارک میں کھیل اور سواریوں کے بے شمار ایسے مواقع میسر ہیں جو پاکستان میں نہیں۔ جینٹنگ ہائی لینڈ پہنچنے سے پہلے ہی وہاں موجود سرگرمیوں کے بارے میں سب پر جوش تھے۔ میری سب سے زیادہ دلچسپی رولر کوسٹر کی سواری سے لطف اندوز ہونا تھا جو مجھے ہمیشہ پرکشش محسوس ہوتی تھی۔ بہر حال جینٹنگ ہائی لینڈ پر پہنچنے پر ہم مختلف سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے۔ کیبل کار، ہارر ہاؤس، واٹر پارک ہم سب خوب لطف اندوز ہوئے۔ اتنے میں ہمارے امیر سفر نے اعلان کیا کہ اب رولر کوسٹر کی باری ہے تو پھر کیا تھا سب رولر کوسٹر کی طرف بھاگ کھڑے ہوئے۔ رولر کوسٹر پر پہلی مرتبہ بیٹھنے کی وجہ سے کچھ گھبراہٹ محسوس ہوئی لیکن جب رولر کوسٹر کی سیٹ نے ہمیں جکڑ لیا تو کچھ سکون ہوا کہ خیر گزرے گی۔ رولر کوسٹر چلتے ہی ہر طرف اک شور و غوغا پا ہو گیا۔ اوپر نیچے، اس طرف، اُس طرف، اردگرد، ادھر گرے ادھر ابھرے، چیخیں، قہقہے، خوشی، سراسیمگی سب ایک جگہ اکٹھے ہو گئے اور زندگی انمول تجربے میں ڈھل گئی۔ سب نے رولر کوسٹر کی سواری کو زندگی کا بہترین تجربہ قرار دیا اور اسطرح جینٹنگ ہائی لینڈ پارک کا دورہ خوبصورت یادوں کے ساتھ اختتام پذیر ہوا۔

ہر طرف اک شور و غوغا پا ہو گیا، اردگرد، ادھر گرے ادھر ابھرے، چیخیں خوشی، سراسیمگی سب ایک جگہ اکٹھے ہو گئے اور زندگی انمول تجربے میں ڈھل گئی